بابری مسجد کی شہادت اور مسلمانوں کا روّیہ

آخر کار متعصب ہندوؤں نے تاریخی بابری مسجد کو شہید کر ہی دیا اور اس کی جگہ مندر تعمیر کر کے پوجا پاٹ شروع کر دی۔ مغل فرمانروا ظہیر الدین بابر کے دور میں تعمیر ہونے والی یہ عظیم تاریخی مسجد صدیوں تک غیر متنازع رہی اور کسی ہندو کو یہ خیال نہ آیا کہ یہ جگہ بھی کسی رام کی جنم بھومی ہو سکتی ہے اور تاریخ بھی اس بات پر شاہد ہے کہ ایودھیا میں قائم یہ مسجد کسی بھی دور میں ہندوؤں کیلئے مقدس جگہ نہیں رہی اور نہ ہی کسی تاریخ دان نے اسے کسی رام کی جنم بھومی کی طرف منسوب کیا۔ لیکن وقت گزرنے کے ساتھ جب مسلمانوں کی حکومت زوال پذیر ہوئی تو ہندوؤں نے یہ تنازعہ شروع کیا۔ لیکن عدالتوں نے ہمیشہ مسلمانوں کے موقف کی حمایت کی۔ آخر کار متعصب اور متشدد ہندوؤں نے طاقت کے نشے میں اس مسجد کو منہدم کر دیا اور اس کی جگہ نہ صرف مندر تعمیر کر لیا بلکہ وہاں ہائیکورٹ کے فیصلے کے مطابق پوجا پاٹ شروع کر دی۔

مسجد بابری کی شہادت پر پوری دنیا میں عموماً اور عالم اسلام میں خصوصاً شدید احتجاج ہوا، زبردست مظاہرے ہوئے، ہڑتالیں ہوئیں۔ ہندوستان سے اقتصادی بائیکاٹ کی صدائیں بلند ہوئیں اور پاکستان میں بھی کامیاب ہڑتال احتجاج اور مظاہرے ہوئے اور بھارت کے خلاف سخت نفرت کا اظہار کیا گیا اور چند دن تک نہایت جذباتی فضا رہی۔ حتیٰ کہ وہ مندر جو اب مسلمانوں کے زیر استعمال ہیں انہیں بھی نذر آتش کیا گیا اور انہیں زمین بوس کر دیا گیا۔

لیکن تعجب کی بات یہ ہے کہ ایسی جذباتی قوم جو بھارت سے شدید نفرت کا اظہار تو کرتی ہے اس کے خلاف دھواں دار تقریریں تو کرتی ہے۔ اسے صفحہ ہستی سے مٹا دینا تو چاہتی ہے لیکن دوسری طرف ان کے کلچر سے گہری وابستگی کا اظہار بھی کرتی ہے۔ ان کی فلموں کو آنکھوں کی ٹھنڈک سمجھتی ہے اور ان کے فحش گانوں اور نغموں کو روح کی غذا سمجھتی ہے۔ حالانکہ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ بھارت سے شدید نفرت کا اظہار کرنے کیلئے ہم اس کی ہر چیز سے نفرت کرتے اور اس کا مکمل بائیکاٹ کرتے۔ استعمال کی چیزوں کے علاوہ تفریحی چیزوں مثلاً ویڈیو کیسٹ، آڈیو کیسٹ، فلمی تصاویر وغیرہ کا مکمل بائیکاٹ کیا جاتا۔ تاکہ ہندو بنیوں کو بھی احساس ہوتا کہ ہمارے بدترین رویے سے مسلمان ہم سے نہ صرف نفرت کرتے ہیں بلکہ ہماری ہر چیز کو اپنے لئے شجرہ ممنوعہ سمجھتے ہیں۔ یقیناً ہندو اپنا سب کچھ تو قربان کر سکتا ہے لیکن مالی اور تجارتی نقصان کبھی برداشت نہیں کر سکتا۔ ہندوؤں کو راہ راست لانے پر یہ اشد ضروری ہے کہ نہ صرف پاکستان کے عوام بلکہ پورے عالم اسلام کو ہندوستان کا مکمل اقتصادی بائیکاٹ کرنا چاہیئے تھا۔

لیکن مقام افسوس ہے کہ زبانی نفرت کا اظہار ہوتا رہا۔ کاغذوں اور اخبارات میں بائیکاٹ کی دھمکیاں دی جاتی رہیں۔ لیکن عملی لحاظ سے سب کا تعلق بھارت سے رہا۔ وہی تجارت، وہی لہو و لعب اور ثقافتی طائفوں کا تبادلہ برابر جاری رہا۔ پاکستان میں ہزاروں لاکھوں ویڈیو سنٹروں میں آج بھی بھارتی فحش فلموں کے لاکھوں کیسٹ موجود ہیں۔ ہوٹلوں اور منی سینماؤں میں ان فلموں کی نمائش بڑے اہتمام سے جاری ہے۔ بسوں، ویگنوں میں آج بھی بھارتی نغمے بابری مسجد کی شہادت پر مسلمانوں کے زخموں پر نمک پاشی کرتے ہیں۔ مجال ہے بھری ویگن یا

بس میں کوئی شخص اس پر احتجاج کرے۔ دلوں میں قائم ان مندروں کی اس طرح حفاظت کی جاتی ہے کہ اسے آنچ بھی نہ آئے اور ظاہری طور پر بھارت سے نفرت کرنے والے دل و جان سے ان کی ثقافت کی حفاظت کرتے ہیں۔ ان کی تجارت کو شعوری اور غیر شعوری طور پر فائدہ پہنچاتے ہیں۔

بابری مسجد دوبارہ شاید تعمیر ہو یا نہ ہو۔ لیکن ہمیں اس کا انتقام ضرور لینا چاہیئے اور اس کا آسان حل یہی ہے کہ ہندوستان کی تیار کردہ ہر چیز سے نہ صرف نفرت کریں بلکہ ان کا مکمل بائیکاٹ کریں۔ ان کے فحش فلموں اور گانوں کا بائیکاٹ کریں۔ ان کے ساتھ تجارتی لین دین بند کریں۔ اسے مالی نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ جس کے نشے میں آج ہندو مسلم اقلیت کو ہمیشہ کیلئے ختم کرنے پر تلا ہوا۔ ہم بس مسلمانوں سے عمومی طور پر اور مسلم حکمرانوں سے خصوصی طور پر اپیل کریں گے کہ وہ بھارت سے مکمل اقتصادی بائیکاٹ کرے۔ مسلمانوں کے اس رویے سے بھارت بہت کچھ سوچنے پر مجبور ہوگا۔ انشاءاللہ۔

بقیہ :- لغات الحدیث

پہلی روایت میں لفظ طولی۔ اطول (اسم تفضیل) سے صغیہ مونث ہے اور لفظ الطولین طولی سے تثنیہ ہے جب کہ طولی کی جمع طول بضم الطاء و فتح الواو ہے۔ بعینہ کبری اور کبر (بضم الکاف و فتح الموحدہ) کی طرح ہے۔

اوتیت السبع الطول بضم الطاء المھملہ و فتح الواو میں اسی کی جمع ذکر ہوئی ہے۔ جب کہ نسائی کی روایت میں اسی کلمہ سے صیغہ مذکر وارد ہوا ہے یعنی باطول الطولیین۔ پہلی روایت میں لفظ طولیٰ بضم الطاء المھملۃ وسکون الواو ہے اور آخری روایت میں اس کی جمع بضم الطاء المھملۃ و فتح الواو ہی صحیح اور درست ہے۔ باقی صفحہ ۳۷ پر